NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

مولانا عبید اللہ سندھی کی تفسیری آراء کے تناظر میں نظم قرآنی کے رجحانات

Maulana Ubaidullah Sindhi's Exegetical Perspectives and Trends in Quranic Coherence

Dr. Muhammad Bilal
Lecturer,department of Islamic studies ,University of education Lahore,jauharabad campus
Email: muhammad.bilal@ue.edu.pk
Dr Hafiz Abdul Majeed
Assistant Professor, Department of Islamic studies & Arabic, Gomal University D.I.Khan.
Email: drham1973@gmail.com

Abstract

It is great contribution to comprehend the revealed book of Allah, such kind of narrations are called exegesis of holy Quran. There are few narrators whom adopt the coherence aptitude in Quran, in a simple and brief way they had claimed that qur'anic chapters as well as verses are mutually connected. This kind of contact is named as"NAZAME QURAN Obaidullah Sindhi, a renowned thinker and scholar of the Quran, particularly highlighting his contributions through his student, Molana Abdullah Laghari, who compiled his exegesis into Tafseer Al-Maqam Ul-Mehmood. Let's break down the key points you have listed:

1.Every Surah has a Basic Claim: According to Molana Obaidullah Sindhi, each surah (chapter) of the Quran has a central theme or claim, and all verses within that surah support or elaborate upon that core theme.

2.Tauheed as the Principal Commandment: One of the most fundamental teachings in the Quran is the concept of Tauheed — the oneness of God. Molana Sindhi emphasizes that this principle runs throughout the Quran, underscoring the monotheistic nature of Islamic belief.

3.Coherence as the Miracle of the Quran: Sindhi highlights the coherence of the Quran as its miracle. Despite being revealed over a span of 23 years and in various contexts, the Quran maintains a consistent message and inner harmony. This coherence is seen as one of the miraculous aspects of the Quran.

4.Connection of Surahs Like Pearls: Each surah is not isolated but is connected to others, forming a seamless narrative, like pearls strung together on a thread. This reflects the intricate and harmonious structure of the Quran.

5.Quran as a Sermon Style Book: Molana Sindhi posits that the Quran is written in a sermon-like style rather than a purely formal or academic manner. This style is designed to speak directly to the hearts and minds of its readers, conveying guidance in a manner that is engaging and practical.

Key words: Nazam-e-Quran,Methodology,Tafsir,Principals,Quranic chapters.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
28-03- 2025
Revised:
30-03- 2025
Accepted:
20-04- 2025
Online:
28-04- 2025

CC BY

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

1. موضوع کا تعارف

قرآن مجید مخزن علوم ہے، یہ اپنے زائر کو کبھی خالی نہیں موڑتا بلکہ جواہرات علمیہ سے اس کی جھولیاں بھرتا ہے، مفسرین قرآن ہر دور میں مختلف اتجاہات یعنی رجحانات کے ساتھ وادی قرآں میں نزول کرتے رہے ہیں، اور اپنے رجحانات کی طبعی عینک سے مخصوص علمی موتی لے کر واپس ہوتے رہے ہیں، یہی وہ نکتہ ہے، جو علم تفسیر میں تنوع کا باعث رہا ہے۔ پھر تفاسیر کا متنوع ذخیرہ وجود میں آیا ہے، ہم نے اپنے مضمون کی ابتداء میں لفظ رجحان کی اساس لغوی رکھنا چاہتے ہیں، تاکہ قاری پر اس لفظ کی لغوی و معنوی حیثیت اس کی اطلاقی حالت سے قبل خوب واضح ہو جائے۔

2. مولانا عبید اللہ سندھی: شخصیت و تعارف

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی 12 محرم الحرام 1289ھ / 10 مارچ 1872ء بروز جمعۃ المبارک کو سیالکوٹ کے قریب ایک گاؤں "چیانوالی" میں اپنے والد کی وفات کے چار ماہ بعد پیدا ہوئے۔ دو سال کی عمر میں آپؒ کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا تو ان کی والدہ انھیں لے کر اپنے والدین کے گھر جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان چلی گئیں۔ 1878ء میں چھ سال کی عمر میں جام پور میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ آپؒ نے اپنے تعلیمی عرصے میں ریاضی، الجبرا، اُقلیدس اور تاریخِ ہند سے متعلق علوم بڑی دلچسپی سے پڑھے۔ 1884ء میں بارہ سال کی عمر میں ایک نو مسلم عالم عبید اللہ مالیر کوٹلی کی کتاب "تُحفۃ الہند" پڑھی۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپؒ نے اسلام قبول کیا اور اس کے مصنف کے نام پر آپؒ نے اپنا نام "عبید اللہ" رکھا۔"[1]

دہلی سے سندھ میں بھرچونڈی شریف پہنچے۔ حضرت شیخ الہندؒ سے درس و تدریس کا اجازت نامہ آ گیا تھا۔ 1891ء میں مولانا ابوالحسن تاج محمود امروٹیؒ کے پاس امروٹ ضلع سکھر تشریف لے گئے اور وہیں آپؒ کی شادی ہوئی۔ 1897ء تک امروٹ شریف میں کتبِ حدیث و تفسیر کی درس و تدریس اور مطالعۂ کتب میں مصروف رہے۔ اسی دوران نشر و اشاعت کا ایک ادارہ "محمود المطابع" قائم کیا اور اس مطبع سے سندھی زبان میں ایک ماہ نامہ "ہدایۃ الاخوان" کے نام سے شروع کیا۔ 1897ء میں حضرت شیخ الہندؒ نے انھیں سیاسی کام کرنے کا حکم دیا۔ 1901ء کو آپ نے صاحب العلم الثالث پیر رشید الدینؒ کے ساتھ مل کر حیدر آباد کے قریب "پیر جھنڈا" میں ایک مرکز "دارالرشاد" کے نام سے قائم کیا اور سات سال تک آپؒ نے علمی اور سیاسی کام سرانجام دیے۔ 1909ء میں سندھ سے آپؒ دیوبند منتقل ہو گئے اور "جمعیت الانصار" قائم کی۔ جس میں دار العلوم دیوبند کے فاضلین کی تعلیم و تربیت کا نظام اور تحریکِ حریت پیدا کرنے کے لیے اجلاسات منعقد کیے گئے۔[2]

1913ء میں آپؒ نے قرآن حکیم کی تفسیر "الفوزالکبیر" کے اصولوں کی روشنی میں سمجھانے کے لیے دہلی میں "نظارۃ المعارف القرآنیہ" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا، جس کی سرپرستی حضرت شیخ الہندؒ، حکیم اجمل خان اور نواب وقار الملک نے کی۔ انتقال سے دو روز قبل دین پور تشریف لائے اور 2 رمضان المبارک 1363ھ / 21 اگست 1944ء بروز منگل کو وصال فرمایا۔ آپؒ کا مزار حضرت غلام محمد دین پوریؒ کے قریب دین پور کے قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔[3]

آپؒ قائلین نظم میں سے ایک اور فکر شاہ ولی اللہ کے امین جانے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انقلاب اسلامی کا محرک آپؒ پیغام قرآن کو مانتے ہیں۔ قرآن مجید کی دو تفاسیر آپ سے منسوب ہیں، جو آپؒ کے شاگردوں نے املاء کی تھیں۔ ان تفاسیر میں آپؒ کا نظریہ نظم قرآن اور اس کے رجحان کی جھلک موجود ہے۔

2.1 تفسیر المقام المحمود

یہ مولانا سندھی کے دروس ہیں، جو انہوں نے مدینہ منورہ میں اپنے شاگردوں کو املاء کروائے تھے۔ ان کے شاگرد خاص عبد اللہ لغاریؒ (1958ء) نے انہیں قلم بند کیا۔ دو سال کی محنت سے یہ تفسیر مکمل ہو کر ایک ضخیم جلد میں 1997ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کے ساتھ متن قرآن اور اردو ترجمہ مولانا محمود حسن کا ہے۔ اس تفسیر میں دیگر خواص سے جدا اس کا آیات کی مناسبت سے بحث کرنا بھی ہے۔ اب یہ دونوں تفاسیر اکھٹی مجموعہ تفاسیر امام سندھیؒ کے نام سے چھپ چکی ہیں۔ چناچہ سورت محمد کا ربط گزشتہ سورت سے اس طرح بیان کرتے ہیں:

"اس سورت سے پہلے حٰم والی سورتیں ہیں، جو کہ سب کی سب مکی ہیں، ان میں عالمگیر کل قومی انقلاب کی تیاری کے متعلق قومی پیمانے پر کام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو روح کے اعتبار سے حنیفی ہے، یعنی اس کے بنیادی اصول وہ ہیں، جو حضرت ابراھیمؑ کی نبوت سے پیدا ہوئے۔۔۔ چنانچہ سورت محمد (ﷺ) یا سورت قتال میں ہمیں اس انقلاب کے لئے قومی جنگ کے متعلق قواعد بتائے گئے ہیں۔"[4]

مولانا عبید اللہ سندھیؒ ایک جامع المنقول والمعقول متصف عالم تھے، فلسفہ شاہ ولی اللہؒ کے ترجمان گردانے جاتے ہیں، آپؒ اپنے اجتہادی خواص کے باعث معطون بھی ہوئے، تاہم اس سے انکار نہیں، کہ ان کا فلسفہ انقلاب شہرت کے اوج ثریا تک جا پہنچا، ان کی علمی استعداد کا اعتراف اہل فن نے کیا ہے، ان کے افکار میں تنوع نے قارئین کو حیرت کی حد تک متوجہ کیا ہے

3. رجحان کا معنی و مفہوم

رجحان کا لفظ اردو زبان میں مستعمل ہے، جو عربی زبان کے لفظ "اتجاہ" کا ترجمہ ہے، البتہ عربی زبان میں رجحان کا لفظ دیگر معانی میں پایا جاتا ہے، ضروری محسوس ہوتا ہے کہ لفظ رجحان کی لغوی حیثیت کا جامع جائزہ پیش کیا جائے، لفظ رجحان جو رجح سے مصدر ہے، جس کے معانی ترازو کے پلڑے کا ایک طرف جھکنا کے ہیں۔ لغات میں لکھا ہے

" الرَّاجِحُ: الوازن. ورجَحَ الشَّيْء بِيَدِهِ، وَزنه وَنظر مَا ثقله. وأرْجَحَ الْمِيزَان، أثقله حَتَّى مَال ورَجَحَ الشَّيْء يَرْجَحَ ويَرْجُحُ ويَرْجِح رُجُوحا ورَجاحا ورُجْحانا"[5]

ہمارا مقصود عربی میں رجحان کی اردو اصطلاح سے ہے، جس کی بنیاد عربی زبان کا مادہ وجہ ہے۔ اس لفظ کے کئی معانی ہیں، جیسا لہ صاحب معجم الفقہاء لکھتے ہیں

" الوَجهُ: مُستَقْبَلُ كلّ شيءٍ.[6]

وجہ ہر شے کے سامنے کے حصے کو کہتے ہیں۔ استقبال کا لفظ دراصل آنے والے مہمان کے سامنے رہنے کی وجہ سے بولا جاتا ہے، مستقبل وہ زمانہ جو انسان کا استقبال کرے، یعنی بندہ اسے پالے۔

والجِهَةُ: النَّحْوُ. يُقال: أخذتُ جِهَةَ كذا، أي: نَحْوَهُ۔[7]

اور جہت کے معنی طرف کے ہوتے ہیں، جیسے کہا جاتا ہے، میں نے یہ جہت اختیار کی، یعنی اس طرف گیا

والوِجهةُ: القِبلة ۔۔۔ وَالْوِجْهَةُ: كُلُّ مَوْضِعٍ اسْتَقْبَلْتَهُ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ}[8]. وَوَجَّهْتُ الشَّيْءَ: جَعَلْتُهُ عَلَى جِهَةٍ. وَأَصْلُ جِهَتِهِ وِجْهَتُهُ۔[9]

وجہۃ کے معنی قبلہ کے ہیں، وجہۃ ہر اس مقام کو کہتے ہیں جسے قبلہ تسلیم کیا جائے، جیسے سورہ بقرہ آیت 148 میں اللہ تعالیٰ نے قبلہ

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

کی توضیح میں لفظ وجھۃ استعمال فرمایا۔

والتَّوجُّه: الفعل اللّازم..[10]

سمت کا لفظ بھی اتجاہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

" السمت: بفتح أوله وسكون ثانيه من سمت، ج سموت، الطريق الواضح ,الاتجاه، وسمت القبلة: جهتهافلان من أهل السمت: من أهل الخير۔"[11]

سمت جس کا پہلا حرف متحرک جب کہ دوسرا ساکن ہے، ایک واضح شاہراہ پر بولا جاتا ہے، انگریزی زبان میں WAY,ROAD جب کہ عربی میں الاتجاہ اور قبلہ کی سمت کے لئے وجھتھا، جس کی اصل وجھ ہے جو اتجاہ کی ہے۔

اتجاہ ایک متعیّن راستہ جس کا قصد کیا جائے پر بولا جاتا ہے۔

وَوجه الْكَلَام: السَّبِيل الَّتِي تقصدها بِهِ.[12]

وجہ سے وجہ الکلام، یہ اس وقت بولا جاتا ہے، جب مسافر و متلاشی کسی راستہ کا قصد کریں، قصد کرنا ایک اہم چیز ہے، جیسے شعر کی تعریف میں کہا جاتا ہے، وہ کلام جس کا قصد کیا جائے۔ الوجہ کے ایک معنی قصد کے بھی بیان کئے گئے ہیں، دراصل اتجاہ کے معنی میں قصد کی شرط شامل ہے۔

قدیم لغات میں اتجاہ کا لفظ نادر الوجود رکھتا ہے۔ جدید لغات میں یہ اصطلاح اپنے مرجع کے ساتھ اس طرح بیان ہوئی ہے اِتِّجَاهٌ:

"و ج ه ـ (مصدر اِتَّجَهَ،-: .مَشَى فِي اِتِّجَاهٍ مُعَاكِسٍ :- : فِي وِجْهَةٍ مُعَاكِسَةٍ-:.شَارِعٌ لَهُ اتجَاهٌ وَحِيدٌ :- : مَمَرٌّ وَحِيدٌ-: ..اِخْتَارَت اتِّجَاهًا عِلْمِيّاً يُنَاسِبُهَا :- : مَسَاراً-: ..لَهُ اتِّجَاهٌ سِيَاسِيٌّ مَعْرُوفٌ :- : مَيْلٌ، اِسْتِجَابَةٌ لِمَوْقِفٍ: .اِتِّجَاهَاتٌ مُخْتَلِفَةٌ۔"[13]

اتجاہ کا مادہ وج ہ ہے، اس سے اتجہ مصدر ہے، کہا جاتا ہے، وہ الٹی سمت چلا، سمت کے معنی کے لئے اتجاہ اور وجھۃ آتا ہے، اسی طرح کہا جاتا ہے، اس کے لئے بس ایک ہی راستہ ہے، اس نے علمی رجحان اختیار کیا ہے جو مناسب ہے۔

اس کے لئے سیاسی راہ معروف ہے، یعنی میل رجحان، اسی طرح کہا جاتا ہے مختلف رجحانات۔ جبران مسعود لکھتے ہیں

اِتِّجاه -إتجاه : وجهة،قصداتّجاه ثانوي اتّجاه الحركة اليومية لسعر ورقة مالية خلافاً للحركات متوسّطة الأجل والأطول أجلاً. ، وتعني بالانجليزية minority trends[14]

اتجاہ کے ایک معنی وجھ سے ہیں بمعنیٰ قصد، جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ جب دوسرے معنی رجحان کے ہیں، جس کے لئے انگریزی زبان میں لفظ "trend" آتا ہے۔

اتِّجاه مفرد: ج اتّجاهات (لغير المصدر): 1- مصدر اتَّجهَ إلى. 2- طريق وسبيل "اتّجاه السّاحل"| أُحاديّ الاتّجاه: ذو اتّجاه واحد- تختلط عليه الاتّجاهات: أي الطُّرق- ثُنائيّ الاتّجاه: طريق باتّجاهين- حوَّلَ اتّجاهَه: غيّره. 3- تهيّؤ عقليّ لمعالجة تجربة أو موقف من المواقف تصحبه عادةً استجابة خاصّة، ميل، نزعة "اتّجاه سياسيّ معتدل/ فكريّ/ مضادّ- اتّجاهات متطرفة- في جميع الاتّجاهات۔."[15]

اتجاہ، مفرد ہے جس کی جمع اتجاھات آتی ہے، اس سے مصدر اتجہ ہے، دوسرے معنی راستہ کے ہوتے ہیں، کہا جاتا ہے ساحل کے راستے، دو میں سے ایک راستہ، اس آدمی پر راستے خلط ملط ہو گئے، اتجاہات کے ایک معنی طریقہ کے ہیں، اس کے مترادفات میں اس کا مفہوم یہ معلوم ہوا انسان کا اغلب میلان اس کا رجحان کہلاتا ہے۔ یا کئی

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

ایک راستوں میں سے قصدا ایک کو اختیار کرلینا، رجحان یعنی اتجاہ الرجل کہلاتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ میل میول اور نزعۃ آتا ہے۔

"اتَّجهَ إلى يتّجِه، اتّجاهًا، فهو مُتّجِه، والمفعول مُتّجَه إليه • اتَّجه إلى الحدود أو نحوها: أقبَل عليها وقصَدها "اتّجه الشخصُ إلى البيت- اتّجه الطالب إلى المحاماة/ دراسة الطِّبّ- اتّجه الصاروخُ بدقّة نحو الهَدَف."[16]

اتجہ مصدر سے یتجہ اتجاھا، یعنی اس آدمی نے راہ اختیار کی، اس سے متجہ الیہ مفعول آتا ہے، یعنی فلاں شخص نے فلاں مقام کا قصد کیا اور اختیار کیا، فلاں شخص گھر کی جانب چلا، فلاں طالب علم طب کے اسباق کی طرف مائل ہوا، راکٹ مشکل ہدف کی طرف گھائل ہوا۔

پورے ارادے اور یکسوئی سے ایک جانب کو مائل ہونا آدمی کا رجحان کہلاتا ہے۔

عربی زبان میں اتجاہ کے مترادف الفاظ میں تیّار اور میل انہی معانی میں استعمال ہوتے ہیں۔

" تير التَّيَّارُ: الموجُ. قال عَدِيٌّ:كالبحر يقذف بالتيار تيارا (3)

ويقال: قطع عِرقاً تيَّاراً، أي سريع الجرْيَةِ. وفعل ذلك تارةً بعد تارةً، أي مرَّةً بعد مرَّةٍ، والجمع تارات وتير، وهو مقصور من تيار كما قالوا قامات وقيم، "[17]

تیّار کے معنی موج کے ہیں، موج چونکہ سمت اختیار کرتی ہے، اور اس کا بہاؤ بھی تیز ہوتی ہے۔ اس لئے آدمی کا جھکاؤ اور رجحان اسی مانند ہوتا ہے۔

اساس البلاغۃ کے مصنف علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں

"ت ي ر"بحر متلاطم التيار وهو الموج. قال عديعف المكاسب ما تكدي خساسته ... كالبحر يقذف بالتيار تياراوخساسته: علالته.ومن المجاز: فرس تيار: يموج في عدوه كما قيل بحر. قال عدي:وإذا استقبل اتلأب منيفاً ... رهل الصدر مفرغاً تياراوقطع عرقاً تيّاراً: سريع الجرية. ورجل تيّار تيّاه: يطمح طموح الموج من تيهه۔"[18]

تلاطم خیز سمندر کی موج کو تیّار کہتے ہیں، مجاز میں تیّار اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو دشمن پر موج کی طرح حملہ آور ہو،

صاحب معجم الوسیط نے اس کی وضاحت اس طرح کردی ہے۔

"(التيار) حَرَكَة سطحية فِي مَاء الْمُحِيط تتأثر باتجاهات الرِّيَاح وتنقل الْمِيَاه الدافئة إِلَى المناطق الْبَارِدَة وَبِالْعَكْسِ (مج) وَشدَّة جَرَيَان المَاء وَيُقَال فرس تيار يموج فِي عدوه۔"[19]

ہوا کے رجحان کے سطح سمندر پانی کی حرکت لہر کہلاتی ہے، جسے عربی زبان میں التیّار کہا جاتا ہے، اسی سے اس گھوڑے کو تیّار کہا جاتا ہے جو دشمن میں مانند موج چڑھ دوڑے۔

دراصل یہ لفظ رجحان کے معنی میں اس لئے بولا جاتا ہے، کیوں کہ اس میں سمت اور جھکاؤ کے معنی موجود ہیں۔

" م ي ل المَيْلُ العُدُولُ إلى الشَّيء۔"[20]

میل کہتے ہیں کسی شے کی طرف جھکاؤ، اسی سے میلان کا لفظ ہے، جو رجحان کا قائم مقام ہے۔ اس کی جمع میول آتی ہے۔

اتجاہ کو بطور اصطلاح غانم سعید العبیدی اس طرح بیان کرتے ہیں

"بانه حالة استعداد او تهئيو عقلى تنظم عن طريق الجزة وتوئثر تاثيرا موجها او ديناميا فى

استجابت الفرد لجميع الموضوعات والمواقف المرتبطه بها۔"[21]

یہ ایک استعداد کی حالت یا عقلی کیفیت کا نام ہے، جو مختلف اجزاء کو باہم منظم کر دیتی ہے، اور مخصوص متحرک تاثیر دے دیتی ہے، ایک فرد کو مختلف موضوعات اور مواقف پر اپنی مرتب رائے اور فکر کو پیش کرنے میں مدد دیتی ہے۔

حافظ ابراہیم اس اصطلاح کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"واتجاهات الشخص على احد تعبير "توماس" فى لحظة ما هى حصيلة متراجه ونوع المفاهيم اللتى يفرضها عليه مجتمعة والصوراللتى يدرک بها شتى المواقف فى ضوء خبراتهٖ وتفكيرہ۔"[22]

توماس کی تعبیر کے مطابق ایک شخص کے اتجاہات ایک ایسے مرحلے میں یا اس کو وہ ملکہ عطاء کرتے ہیں، وہ ان کی مدد سے مختلف مفاہیم جن کو معاشرے پر پیش کرنا چاہتا ہے، مختلف صورتوں میں اس کا ادراک کرنا اور مختلف مواقف مختلف مہارتوں اور صورتوں کے ساتھ بیان کرنے کے قابل بنا دیتے ہیں۔

"مفهوم يعبر عن محصلة استجابات الشخص نحو ظاهرة اجتماعية معيّنة۔"[23]

ایک ایسا مفہوم یہ، جس کا حاصل کسی شخص کو مخصوص اجتماعی حالات کی جواب دہی یا اس کے مطابق گفتگو کرنے کا موقع دینے کا ملکہ دے دیتا ہے

"استعداد خاص عام يكتسبه الاشخاص بدرجات متفاوتة ليستجيبوا اللمواقف اللتى تفرضهم باساليب معيّنة قد تكون موئدة۔"[24]

استعداد خاص وعام جو اشخاص کو مختلف درجات کے ساتھ مہارت دیتی ہے، تاکہ وہ مختلف مواقف پر اپنے اسالیب میں رائے پیش کر سکیں، اور ایسے اسالیب ان کی جواب دہی میں مدد کرنے والے ہوں۔

" الاتجاه) بالإنجليزية(Attitude : هو بناء افتراضي، ويمثل درجة حب الفرد أو كرهه لموضوع معين ."[25]

اتجاہ جس کے انگریزی معنی رویّہ کے ہیں، وہ ایسی بنیاد، جو انسان کے کسی موضوع معیّن میں پسند و ناپسند طے کرتی ہے۔

انگریزی زبان میں اس کے مترادفات میں سے ایک ٹرینڈ ہے۔

Trend:
B1a general development or change in a situation or in the way that people are behaving:"[26]

ایک عام ترقی یا کسی صورتحال میں تبدیلی یا اس انداز میں کہ لوگ برتاؤ کر رہے ہیں۔ دراصل انگریزی زبان میں یہ رویّوں کے نتائج پر بولا جاتا ہے۔

Tendency
something that someone often does, or something that often happens"

انسان سے اکثر سرزد ہونے والے افعال اس کا رجحان کہلاتے ہیں۔ جسے عربی میں میل اور نزعتہ کہا جاتا ہے۔

مَیل / نزعۃ

She **has a tendency** to talk for too long. [27]

اس کی جامع تعریف یہ طے پاتی ہے، اتجاہات انسان کی عقلی استعداد کا نام ہے، جو ہر شخص میں مختلف ہونے، آراء میں تنوع کا باعث ہے، یہ ایک شخص کو فکر کے ادراک کے ساتھ اسے معاشرے پر پیش کرنے میں مدد دیتی ہے، اسی کے باعث ہر شخص کو بیان کا مختلف

اسلوب عطاء ہوتا ہے۔ عقل کی یہ استعداد اسے فکر کے پیش کرنے میں مختلف مہارتیں بھی دیتی ہے۔ اس استعداد کی بناوٹ میں فکر کو بہت دخل ہوتا ہے، جو فکر اس استعداد میں غالب ہوگی، وہی اس کا رجحان ہوگا۔ یہ رجحانات ایک سے زائد بھی ہوسکتے ہیں۔

اس قدر لغوی استشھادات کا مقصود اپنے قارئین کرام کا رجحان کے لئے پائے جانے والے لغوی مترادفات نقل کرنا ہے، اگر یہ تمام معانی و مطالب سامنے ہونگے تو قاری کے اس زاویہ فکر کو سمجھنا قدرآسان ہو جائے گا۔ وادی قرآن میں اترنے والے مفسرین کریم مختلف طبعی وماحولیاتی رجحانات کے حامل رہے ہیں۔

قرآن مجید وہ نوشتہ ہدایت ہے، جس نے انسانی افکار کو مزید جلاء بخشتے ہوئے، اس کی قوت تدبر کو مزید نکھارا تو یہ شاہکار رحمان علوم کی ان وادیوں میں اترا جہاں دیگر خلائق ربانی اس عمل سے قاصر نظر آتی تھی، سوچ وفکر کا یہ تخم اس وقت شجرہ سایہ دار بنتا ہے جب اس کی آبیاری میں یک فکری رجحان پایا جائے۔ یہ رجحان کسی شخصیت کی فکری ذخیرہ میں غیر محسوس طریقے سے اس کے اساتذہ یا ادارے وماحول کے زیر اثر پنپ رہے ہوتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے، کہ کوئی بھی جب ذاتی تجسس کے ساتھ داخل اسلام ہوا، اسلام نے اسے انمول بنا دیا، یہی حال برصغیر پاک وہند کے انقلابی مزاج عالم دین مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا ہے۔ جن کی خدمات دینیہ انہیں جلی حروف کا مستحق بناتی ہیں۔

4. نظم قرآنی کے رجحانات

مولانا کے رجحانات کو عمومی و خصوصی کے اعتبار سے تقسیم کیا جاتا ہے، ان کے عمومی رجحانات کو قارئین تک پہنچانا ایک عظیم خدمت کے مترادف ہے، قرآن مجید میں نظم کے قائل ہیں، یہی وجہ ہے، کہ ان کی تفسیر المقام المحمود میں ان کا نظم کا رجحان خصوصیت کے ساتھ بہت واضح ہے، جsو مولانا کے تفسیر کے منہج میں جھلکتا ہے۔ پہلے عمومی رجحانات کا جائزہ پیش خدمت ہے:

4.1 سائنسی رجحان

مولانا سندھی معقولات میں بہت دلچسپی رکھتے تھے، تاہم ان کا یہ رجحان سرسید سے قدرے مختلف تھا، شاید اس کی وجہ ان کے حلقہ میں اہل طبیعات کی کثرت تھی، معجزات کی سائنسی تعبیر کرتے ہیں، البتہ اس کی روحانیت کی نکیر نہیں کرتے۔ آپؒ کے ایک معجزہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

> "رسول اکرم ﷺ کی سیرت کا واقعہ ہے، کہ آپؐ نے تھوڑے سے پانی سے بہت سے لوگوں کو سیراب کیا ہے، اور پانی اپنی اصل مقدار میں محفوظ رہا ہے، طبیعات کے حکیم تسلیم کرتے ہیں، کہ سمندر سے پانی کے بخارات اٹھتے ہیں، اور ہوا میں موجود رہتے ہیں، آں حضرت ﷺ کی روحانی قوت نے ہوا کی روح کو متاثر کیا ہو، اس واسطے پانی کے بخارات آپ کے ہاتھ کے ساتھ پانی میں شامل ہوتے رہے، اور آپؐ نے اس تھوڑے پانی کی مقدار سے لوگوں کو سیراب کیا، جب آپؐ نے پانی سے ہاتھ نکال لیا، تو پانی کے بخارات کا سلسلہ بھی بند ہو گیا۔"[28]

4.2 فقہی رجحان

مولانا سندھیؒ قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ امت کے کبار اشخاص کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں، جیسے "شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں، تقویٰ کے معنی ان اللہ یامرکم بالعدل ہیں۔"[29]

"امام غزالیؒ کا احیاء العلوم میں ایک مشہور فقرہ ہے، پس فی الامکان ابدع مما کان یعنی جو کچھ پیدا کیا گیا ہے، اس سے بہتر پیدا کرنے کا امکان نہیں، یہ تو اس دور کے احکام کو ملحوظ رکھ کر کہا جاسکتا ہے۔۔۔ان کا نقطہ نظر اس خاص دور کے احکام نہیں، بلکہ عموم قدرت الٰہی جس کا

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

سرچشمہ یہ تمام دور ہے۔"[30]

4.3 محدثانہ رجحان

مولانانے اگرچہ کم روایات سے سروکار رکھاہے، لیکن عجیب روایات بھی لے لی ہیں، جو عام مفسرین کے ہاں بھی نہیں ملتیں، جیسے "يَوۡمَ يَقُومُ ٱلرُّوحُ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ صَفّٗاۖ وہ دن ہوگا جس دن بڑی روح اور اس کے خدمت گار ملائکہ ایک صف میں کھڑے ہونگے، بعض روایتوں میں اس کی تعبیر یہ آئی ہے، کہ اس کے بے حد سر اور منہ ہوتے ہیں، اب انسانی روحیں جب روح اعظم سے نکل کر اور اپنا کام پورا کرکے گھر واپس اس سے جاملتی ہیں۔"[31]

4.4 انقلابی و تحریکی رجحان

مولانا سندھیؒ ایک تحریکی آدمی تھے، وہ دنیا میں برپا تفاوت پر غور کر رہے تھے، اس غور وخوض کے دوران ان کی ذہنی میلان کئی نظریات کی طرف بڑھا، وہ ایک نئے اسلامی انقلاب کے داعی کی حیثیت سے نمودار ہوئے، اس انقلابی رجحان کی جھلک ان کی تفسیر میں جابجا نظر آتی ہے۔

"آیت وَٱلنَّٰزِعَٰتِ غَرۡقٗا وہ جماعت گواہ ہے، جو استعداد کاملہ کو جو تہ نشین ہوگئی، اور ادنیٰ طبقہ میں بیٹھ گئی تھی، غوطہ لگا کر اس کو کھینچ لاتے ہیں۔"[32]

وَٱلنَّٰشِطَٰتِ نَشۡطٗا: راہ ترقی میں جو رکاوٹیں تھیں، ان کو وہ جماعت دور کرتی ہے۔ وَٱلسَّٰبِحَٰتِ سَبۡحٗا: تو پھر وہ جماعت سب سے آگے بڑھ جاتی ہے۔۔۔ فَٱلۡمُدَبِّرَٰتِ أَمۡرٗا: پھر یہ جماعت مدبرارت امر بن جاتی ہے۔۔۔ یہ تین درجے تعمیر کے بنے۔۔۔ عام مفسرین جو انبیاء کی حقیقت کو نہیں جانتے، ان کو ایسی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں، حالانکہ انبیاءؑ انقلابی ہوتے ہیں، اور اس انقلاب سے لوگوں کو ڈراتے ہیں، یہ سب جماعتیں گواہ ہیں، کہ بڑا انقلاب قیامت ہونے والا ہے۔"[33]

4.5 ملی اقتصادی آراء بیان کرنے کا رجحان

مولانا سندھیؒ تقسیم دولت میں قومی ملکیت کے بارے میں واضح رجحان رکھتے ہیں، ان پر روسی انقلاب کے اثر کے الزامات تک بھی لگے، یعنی مولانا کیمونزم کی طرف مائل تھے، اس حوالے سے مولانا مسعود عالم ندوی رقمطراز ہیں

> "مولانا سندھیؒ کے دل و دماغ پر روس اور اسٹالن چھائے ہوئے ہیں، جس طرح اسٹالن، اشتراکیت کے اصولوں میں ترمیم کرکے، اسے قومی رنگ دینے میں کامیاب ہو رہاہے، اسی طرح مولانا بھی اسلام کو قومی لباس پہنانا چاہتے ہیں۔"[34]

پروفیسر شاہ سعید احمد اکبر آبادی اس تصور کی یوں تردید کرتے ہیں

> "حقیقت حال یہ ہے، کہ مولانا سندھیؒ نے کیمونزم کا کوئی اثر قبول نہیں کیا تھا، وہ برصغیر میں امام شاہ ولی اللہؒ کے اس دینی فکر کے نقیب تھے، جس میں معاشرہ کی تہذیب اور اخلاقیات کو دینی بنیادوں پر استوار کیا گیا تھا، امام شاہ ولی اللہؒ نے اقتصادیات کی اصلاح کو معاشرہ کی اصلاح کی لازمی بنیاد قرار دیا تھا۔ اس طرح شاہ ولی اللہؒ خدا کی اصل مالکی کا تصور پیش کرنے وسائل میں اس کی مخلوق "الناس" کا یکساں حق تسلیم کیا ہے۔"[35]

اس مسئلہ کی تفصیل ہماری غرض نہیں، حسن ظن سے کام لینا چاہئے، البتہ مولانا کی تفسیر میں دولت کو فرد واحد کی بجائے قومی

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

دھارے میں دیکھنا پسند دیدہ رکھا گیا ہے، جو ان کا اغلب رجحان ہے، اس کا اثبات انہوں نے نظم قرآن سے کیا ہے۔

1۔آیت 34 :فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ: کوئی چیز دنیا میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے، جب تک نظام ہے، اس کو فنا نہیں کرتا، محض صورت تبدیل ہوتی ہے، مثلاً، ایک شخص مالدار تھا، اور اس کے بیٹے نالائق تھے، انہوں نے تمام جائداد تباہ کرڈالی، تو وہ تمام دولت فنا نہیں ہوئی، مگر وہ قوم میں تقسیم ہوگئی، جو چیز ایک شخص کے ہاتھ میں تھی، وہ تقسیم ہو کر قوم کے حصہ رسدی میں آگئی ہے۔"[36]

ب۔ قومی ملکیت کے تصور میں سرمایہ دارانہ نظام ایک بڑی رکاوٹ ہے، اس کی مذمت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ سورہ عبس کی تفسیر میں اپنا یہ رجحان اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔

"آں حضرت ﷺ کی زندگی میں ایک واقعہ اتفاقی طور پر پیش آگیا، آپ قریش مکہ کی محفل میں اسلام کے احکام سمجھا رہے تھے، کہ ایک نابینا (ابن مکتوم) مسلمان اس مجلس میں آگیا، وہ اسلام کے متعلق آپ سے دریافت کرتا تھا، اور آپؐ دوسری طرف منہ موڑ رہے تھے، اس سے ایک شبہ پیدا ہو سکتا تھا، کہ اس قسم کے سرمایہ دار اور بے سمجھ لوگوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم ایک امتیازی درجہ ہے، اس واسطے رسول کریم ﷺ کو تنبیہ کردی گئی، کہ آپ نے ایک دفعہ تو ایسا کیا مگر آئندہ کبھی ایسا نہ کریں۔ غرض آیت 1 تا 10 اس واقعہ کا ذکر ہے۔"[37]

ج۔ "أَمَّا مَنِ ٱسۡتَغۡنَىٰ جو بے راہ ہے، اسے کھانے پینے کی چیزوں کی ضرورت نہیں، سرمایہ دار بے پرواہ ہیں، ان کو کسی چیز کی ضرورت نہیں، نہ علمی ترقی کا خیال ہے ان کو، اور نہ پاکیزہ اخلاق کی ان کو خواہش ہے، اور جس کو ضرورت ہوتی ہے، وہ ہر بات میں سوچ بچار کرتا ہے، اس واسطے کہا گیا ہے، کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" یہ حکیمانہ قول اور مسکین آدمی کو ہر چیز کی ضرورت ہوتی ہے، وہ سوچ بچار میں ہوتا ہے، تو اس میں سوچ کا مادہ پیدا ہوتا ہے، جس سے بڑے بڑے راز دنیا میں پیدا ہوتے ہیں، یہ سب غرباء اہل عقل سے وجود میں آئے ہیں۔"[38]

د۔ بِأَيۡدِي سَفَرَةٖ: سفیروں کے ہاتھ میں ہے، جو دنیا میں پھیل ہیں، کرام یعنی بڑے اخلاق کے مالک، بررۃ نیک طبیعتیں، مطلب یہ ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کو ایسے شاگرد تیار کرنے چاہئیں، جو قرآن مجید کو دنیا میں خدائی سفیر بن کر پھیلائیں۔۔۔ ایسی جماعت کو دنیا دار لوگوں کے آگے خوش آمد کرکے تبلیغ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ سرمایہ دار جماعت چاہتی ہے، کہ کوئی ہماری خوش آمد کرتا رہے۔"[39]

ذ۔ فَلۡيَنظُرِ ٱلۡإِنسَٰنُ إِلَىٰ طَعَامِهِۦٓ :اگر یہ اس طرف توجہ کرتا، تو اس کے لئے ایک فقط ایک چیز ہی کافی تھی، کہ یہ اپنے کھانے کی طرف دیکھتا ہے، کہ یہ کس طرح پیدا ہو رہا ہے تو اس میں یہ اپنے فرائض کو سمجھ سکتا، یہ چیزیں تمام انسانوں کے لئے قدرتی طور پر مساوی پیدا کی جاتی ہیں،۔۔۔ اب ظلم یہ ہے کہ مساکین کو اس سے محروم کیا جائے، اور ان تمام نعمتوں کو صرف اپنے واسطے ہی مخصوص کردیا جائے۔"[40]

آیت30تا32إِنَّ ٱلَّذِينَ أَجۡرَمُواْ كَانُواْ مِنَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يَضۡحَكُونَ[41]: کافرپاری ایکشنری(reactionary) لوگ ان مساکین کا مذاق اڑاتے تھے، دیکھو مساکین کس قدر غلطی میں مبتلا ہیں، کہ یہ ہمارا روپیہ پیسہ نہیں لوٹتے، بلکہ انصاف کا ڈنکا بجا رہے ہیں، اور بھوکے مر رہے ہیں۔ وَمَآ أُرۡسِلُواْ عَلَيۡهِمۡ حَٰفِظِينَ: ان سرمایہ دار کفّار کو لوگوں پر فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں دیا گیا، اور نہ یہ کفار ان کے نگران کار تھے۔"[42]

یہ امثلہ ان کے رجحان تقسیم دولت و نظریہ ملکیت کی غماز ہیں۔

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

4.6 خصوصی رجحان

مولانا تفسیر قرآن کرتے وقت نظم کو فوقیت دیتے ہیں، یہ ان کا اغلب رجحان ہے۔ ان کے تفسیری اسلوب میں ربط السور بالسور وربط الایات نمایاں ہیں،، یہاں نمونہ کے طور پر ایک ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

"سورہ مجادلہ میں مسلمانوں کو حزب اللہ کی تنظیم جدید کی جو دعوت دی گئی تھی، اور جس کی توسیع کی طرف اس سورہ الحشر نمبر 58 میں ان کی توجہ دلائی گئی ہے، وہ اس لئے نہیں ہے، کہ اللہ اس کا محتاج ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زمین و آسمان کا نظام اس بات پر گواہ ہے، کہ اللہ اپنے کام پورے غلبے اور حکمت سے چلا رہا ہے۔ مگر وہ مسلمانوں کو حزب اللہ کی توسیع کے ذریعے سے غلبہ (عزت) دینا چاہتا ہے۔" [43]

یہ رجحان مکمل تفسیر میں پایا جاتا ہے، بعینہٖ ربط آیات بیان کرنے میں ان کا رجحان واضح ہے۔

"یتیموں کو دھکے دینے اور مساکین کے کھانے سے بے پروائی برتنے کی وجہ یہ ہے، کہ ایسے شخص کو اس میں فائدہ نظر نہیں آتا، اور آخرت کا وہ قائل نہیں، تو جس قدر اصول اس کی عقل نے تسلیم کئے ہیں، ان پر یہ پورا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ ایک نیشنلسٹ جتنی چیزوں کو صحیح سمجھتا ہے، وہ اگر ان کا پابند ہو تو وہ قابل تعریف مانا جاسکتا ہے، اب اس کے مقابلے میں دین دار آدمی کا ذکر آتا ہے، کہ ان نمازیوں کے لئے افسوس ہے۔ (آیت 6،5 دیکھو آیت 7 کے بعد)" [44]

بریکٹ میں ربط بیان کیا ہے۔ ان کے ہاں ربط کا اسلوب یہی ہے۔ متاخر کو پہلے پڑھاتے ہیں۔

سورہ الغاشیہ کی آیات میں خوبصورتی سے ربط پیش فرمایا:

"یہ سورت انقلاب کی تصویر پیش کرتی ہے، انقلاب ہمیشہ غرباء طبقہ سے شروع ہوتا ہے، جیسے عرب میں سرمایہ ان کا اونٹ اور جبال اور زمین کی گھاس۔ اتنے سرمایہ سے انقلاب کیا (آیت 1 تا 20 آیت 26 کے بعد دیکھو۔) [45]

یہ ربط آیت کا رجحان ہے، اسلوب یہ ہے بعد والی آیت کو پہلے دیکھنے کا کہ کے اسے مرکزیت دیتے ہیں۔

4.7 سورہ الشمس کی آیات میں ربط کا نمونہ

"۔قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا یہ تمام چیزیں (1 تا 8) اس بات پر گواہ ہیں، کہ جس شخص نے اچھا ارادہ کیا، وہ کامیاب ہو گیا، یعنی جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، وہ کامیاب ہو گیا، اور اس شخص نے نقصان اٹھایا جس نے اپنے نفس کو نیچے گرایا۔ كَذَّبَتۡ ثَمُودُ بِطَغۡوَىٰهَآ اب اس قاعدہ کو واضح کرنے کے لئے ایک مثال ہے، کہ ثمود نے حدود انسانیت باہر قدم رکھ کر اپنے نبیؑ کی تعلیم کا انکار کیا۔" [46]

مولاناؒ مکمل قرآن سے قومی انقلاب کا اثبات کرتے ہیں، اس رجحان کے پیش نظر اس کی جزئیات جیسے سرمایہ کی قومی ملکیت نیز سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیوں کا ذکر، سائنسی تعبیرات کے لئے نظم قرآن کا سہارا لیتے ہیں۔

4.8 ربط السورۃ بالسورۃ کا رجحان

دو سورتوں میں وجہ اشتراک و ربط کا اصطلاحی نام (جیسے دو سورتوں میں قیامت کا مضمون وجہ ربط ہے) لئے بغیر ربط بیان کرتے ہیں۔

"سورۃ النازعات میں الطامۃ الکبریٰ یعنی اینٹ سے اینٹ بجا دینے والی چیز یعنی نظام عالم کو برباد کرنے والی عالم کے نظام پر جو بربادی آئے گی، اس سے اس چیز کا تعلق ہے، اب سورۃ عبس کا مطلب ہے، کہ انسانی جماعت کے نظام پر جو اس کا اثر آئے گا، یعنی نظام کی تبدیلی کے وقت اس جماعت پر جو اثر آئے گا، اس کے اثر سے ہر ایک آدمی اپنی نجات کے واسطے پکار رہا ہو گا۔"[47]

کہیں کہیں ربط السورہ کا ایسا اسلوب بھی سامنے آتا ہے، سابقہ سورہ کی کوئی آیت آئندہ مکمل سورت کی سورت دکھائی دیتی ہے، اس کو پیش کرنے کا انداز یہ ہے سورت کا ماقبل سے تعلق بیان کرتے ہوئے اس آیت کو مختصر درج کر کے آیت کا حوالہ نمبر دئے بغیر اس سورت سے ربط بیان کر دیتے ہیں، جیسے "سورت المدثر میں ہے، کہ "كنا نكذب بيوم الدين "تو قیامت کے دن کو یوم الدین بتلایا گیا ہے، اسی طرح اور سورتوں میں قیامت کے دن کو یوم الدین بتلایا گیا، اس کی تفسیر سورہ انفطار ہے۔"[48]

ب۔ سورت ما قبل سے سورت کا ربط اس انداز سے دیتے ہیں، وہ آیات ذکر کرتے ہیں، جن کا ربط سورت مذکورہ سے ہوتا ہے، آیات کو نمبر سے ظاہر کرتے ہیں، پھر جس سورت کی تفسیر کرنا مقصود ہوتا ہے، اس سورت کی وہ مخصوص آیات بھی شہ سرخی دے کر نقل کر کے، ان دونوں سور کی آیات کو وجہ ربط قرار دیتے ہیں، جیسے سورت المدثر کا ماقبل سورت (المزمل) سے ربط باقاعدہ سرخی دے کر بیان کرتے ہیں۔

"سورہ مزمل (ماقبل) سے سورۃ مدثر کا ربط: سورت مزمل میں شخصی، داخلی انقلاب کا ذکر تھا، اور انفرادی فکر کی اصلاح کی گئی تھی، چنانچہ اس میں بالصراحت کہا گیا تھا۔

قُمِ ٱلَّيۡلَ إِلَّا قَلِيلٗا [49]

نِّصۡفَهُۥٓ أَوِ ٱنقُصۡ مِنۡهُ قَلِيلًا [50]

أَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ ٱلۡقُرۡءَانَ تَرۡتِيلًا [51]

پھر فرمایا:

وَٱصۡبِرۡ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَٱهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرٗا جَمِيلٗا [52]

اس تعلیم کے مطابق نبی اکرم ﷺ لوگوں سے انفرادی طور پر ملتے رہے، اور ان کو قرآنی انقلاب سے روشناس کراتے رہے۔۔۔ اس کے بعد آپ کو حکم دیا گیا، کہ اس انفرادی انقلاب کو اجتماع میں لائیں۔۔۔ چنانچہ سورہ مدثر میں حکم دیا گیا۔

- قم فانذر (اٹھ اور لوگوں کو اس آنے والے انقلاب سے ڈرا۔)
- وربک فکبر (خدا کی بزرگی کا اعلان کر)۔ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، کہ قرآنی انقلاب اجتماع انسانی میں آجائے گا۔"[53]

ج۔ سورت کا ما قبل و مابعد سورتوں سے ربط دینے کا ایک انداز یہ بھی ہے، کہ اس سورت سے ما قبل سورتوں کا مضمون کیا تھا، نیز ان کے لئے سادہ الفاظ اختیار کرتے ہیں، بمشکل ایک جملہ میں ان سورتوں کا نام معروف دیتے ہیں، مکمل نام نہیں دیتے، پھر مقصودی سورت کے

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

دونام ذکر کرتے ہیں، مابعد سورت میں بیان کردہ بات کو نتیجہ قرار دے کر اس کے متعلق اہم واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس سب کو بیان کرنے سے قبل شہ سرخی بھی دیتے ہیں۔

4.9 سورہ قتال / سورہ محمد: ربط ما قبل سورۃ و ربط مابعد سورۃ

اس سورت سے پہلے حٰم والی سورتیں ہیں، جو سب کی سب مکی ہیں، ان میں عالمگیر کل قومی انقلاب کی تیاری کے متعلق قومی پیمانے پر کام کرنے کے لئے تعلیم دی گئی ہے، جو روح کے اعتبار سے حنیفی ہے، سورہ محمد / سورہ قتال میں ہمیں اس انقلاب کے لئے قومی جنگ کے متعلق چند قواعد بتائے گئے ہیں، اس سورت کے بعد سورت فتح آتی ہے، جس میں قومی انقلاب کے پورے ہو جانے کے بعد جس کا اظہار صلح حدیبیہ میں ہوا، اس کا کل قومی نظریہ پیش کیا گیا۔"[54]

د۔ ایک سورت میں نصب العین جب کہ دوسری میں اس نصب العین کے قواعد بیان کئے گئے، بغیر تمہید اصل پہلو پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں، جیسے "سورت فتح اور حجرات کا ربط: سورت فتح میں قرآن حکیم کے عظیم الشان نصب العین کا اعلان کیا گیا ہے، جس کا منشاء یہ ہے، کہ قرآن حکیم کا قانون دوسرے قانونوں (جمع قوانین آنا چاہئے، مقالہ نگار) پر غالب رہنا چاہئے۔۔۔ نئی تہذیب کے لئے ایک نئے مرکز کی ضرورت تھی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے واسطے مدینہ طیبہ میں رہنا آسان کر دیا۔۔۔ اس نئی سوسائٹی کی تہذیب جن قاعدوں پر چلے گی، ان کا ذکر سورۃ الحجرات میں آتا ہے۔"[55]

ذ۔ اسلامی لشکر کو حزب اللہ سے یاد کرتے ہیں، اس کی ذمہ داریوں کا ذکر مختصر اور سادہ اسلوب میں کرتے ہیں، ما قبل سورت میں نظام حکومت کے قیام کی کاوشوں جب کہ سورہ مذکورہ میں اس انداز سے اس حکومت کے قیام اور وجہ قیام بیان کرتے ہیں۔ سورہ الممتحنۃ کا ما قبل سورت سے ربط اس طرح بیان کرتے ہیں۔

> "سورہ حشر میں لڑنا اور سرمایہ جمع کرنا حزب اللہ کے فرائض میں داخل کیا گیا تھا، اس سورہ الممتحنہ میں بتایا گیا ہے، کہ حزب اللہ اپنا حاکمانہ نظام ایک قانون کے اندر رہ کر قائم کرے، کیونکہ جو جماعت قانون کے اندر رہ کر اپنا نظام قائم کر سکتی ہے، اسے اگر دوسری قوم پر حاکم بنا دیا جائے، تو وہ اس کا انتظام بھی قانون کے اندر رہ کر کر سکے گی، اس طرح ظالمانہ قوتوں کا استیصال ہو سکے گا۔"[56]

ر۔ قرآن کی ابتدائی سورہ کا اس کی انتہائی سورت سے ربط اور اس کا انداز: پہلے پہلی سورہ میں تین وجہ اشتراک کا ذکر با قاعدہ نمبر شمار دے کر ذکر کرتے ہیں، پھر اسی منہج پر آخری سورت کو پیش کرتے ہیں، پھر اس پر طویل بحث کی ہے۔

> " قرآن حکیم کی پہلی سورت الفاتحہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی تین بنیادی صفات کا تعارف کرایا گیا ہے، 1۔ ربوبیت 2۔ رحمانیت و رحیمیت 3۔ ملکیت
>
> آخری سورہ والناس میں بھی ان کے مقابلے میں تین صفات کا اعادہ کیا گیا ہے۔ 1۔ ربوبیت (رَبِّ ٱلنَّاسِ) 2۔ ملوکیت (مَلِكِ ٱلنَّاسِ) 3۔ الوھیت (إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ) سورت فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کو رب العلمین کہا گیا ہے، تو سورہ الناس میں اسے رب الناس بتایا گیا ہے، دونوں کا مقصود ایک ہی ہے۔۔۔ سورہ فاتحہ میں مالک یوم الدین کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، تو سورۃ الناس میں اللہ تعالیٰ کا بطور ملک الناس اشارہ کیا گیا ہے۔۔۔ سورت فاتحہ میں صراط مستقیم کی استدعا کی گئی ہے، سورہ الناس میں وساوس کے شر سے بچنے کی دعا کی گئی ہے۔"[57]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

مولانا سندھیؒ کا خصوصی رجحان کافی دلچسپ طرز کا ہے، جو قاری کو ملتفت کئے بغیر نہیں چھوڑتا، البتہ نظم و ربط کا علم اجتہادی درجہ کا ہے، اس لئے دیگر مفسرین نظم انہی آیات و سور سے اور طرح کا ربط بھی ثابت کرتے ہیں۔ یہ کمال درجہ کا تدبر قرآنی کے بغیر ممکن نہیں ہے، پھر بھی مولانا سندھیؒ کے تفسیری افادات کو یہ انفرادیت حاصل ہے، کہ یہ متنوع رجحانات کے باوجود نظم قرآن کی ترجمان تفاسیر میں شامل ہیں۔

5. خلاصۃ البحث

مولانا سندھی مرحوم نظم قرآن کے اجل قائلین میں سے ہیں، ان کی تفسیر میں اغلب رجحان نظم یعنی ربط آیات و سور کے بیان کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک قرآن فہمی حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی کے طرز تفہم سے ہی ممکن ہے۔ پورے قرآن کو قرطاس واحد جب تک نہ جانا جائے اس کی تفسیر تک رسائی معطل نظر آتی ہے۔ ان کی املائی تفسیر قائلین نظم قرآن کے ہاں بہت اہمیت کی حامل ہے، جس سے مولانا سندھیؒ کا علمی مقام بھی عیاں ہوتا ہے اور ان کا نظم قرآن کا رجحان بھی مترشح ہوتا ہے۔ ضرورت زمانہ کے تحت اس فکر کی ترویج کی شدید ضرورت ہے، آج کل ہر علم کی طرح علم تفسیر بھی جدید طرق سے ہم آہنگ ہو رہا ہے، ایسی اپلی کیشن وضع کی جائے جو فکر سندھی بالخصوص ان کی تفسیری خدمات کو اپنے اندر سمو کر جدید رجحانات سے متصف قارئین کی علمی پیاس بجھائی جائے اور متاخرین پر متقدمین کی فوقیت بھی واضح ہو جائے۔

نتائج بحث

اس مضمون سے مندرجہ ذیل نکات اخذ ہوتے ہیں:

1. مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تفسیر المقام المحمود اور مجموعہ تفاسیر سندھیؒ ان کی املائی تفسیریں ہیں۔
2. مولانا سندھیؒ معقول پسندانہ رجحان رکھتے تھے، تاہم یہ سرسید کی معقول پسندی سے مختلف تھا۔
3. معجزات کی سائنسی تعبیر کرتے تھے اور انہوں نے احادیث سے استشہاد بہت کم کیا ہے۔
4. مولانا سندھیؒ قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ امت کے کبار اشخاص کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔
5. مولانا تفسیر قرآن کرتے وقت نظم کو فوقیت دیتے ہیں، یہ ان کا اغلب رجحان ہے۔ ان کے تفسیری اسلوب میں ربط السور بالسور و ربط الآیات نمایاں ہیں۔
6. مولاناؒ مکمل قرآن سے قومی انقلاب کا اثبات کرتے ہیں، اس رجحان کے پیش نظر اس کی جزئیات جیسے سرمایہ کی قومی ملکیت نیز سرمایہ دارانہ نظام کی خرابیوں کا ذکر، سائنسی تعبیرات کے لئے نظم قرآن کا سہارا لیتے ہیں۔

---

[1] محمد سرور، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ، سندھ ساگر اکیڈمی، لاہور 2002ء، ص 22-12

Muhammad sarwar,"shah Waliullah aur unka falsfa"Sindh sagar academy ,Lahore ,2000,p 12-22

[2] ایضا، ص 25

Ibid,p25

[3] ایضاً، ص 23

Ibid,p23

[4] سندھی، عبید اللہ۔ مولانا، مجموعہ تفاسیر امام سندھی، حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ، کراچی، 2009ء، ص 114

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

Sindhi, Obaidullah ,molana ,mujmoae tafaseer imam Sindh,hikmate Quran institute ,karachi 2009 ,p114

5 زمخشری، محمود بن عمر، جار اللہ، اساس اللغۃ، دار لکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1998م، ج1، ص29،

Zamkhshri,mehmood bin umar ,jarullah"Asasullughat"darulkutab alilmia,beruit,lebnan.1998,v1,p 29

6 الفراہیدی، خلیل بن احمد، ابو عبد الرحمان، کتاب العین، دار و مکتبہ الھلال، ج4، ص66

Alfrahidi,Khalil bin ahmed ,abu abdurehman,"kitabulain"darumaktba Alhilal v4, p66,

7 ایضاً

Ibid

8 القرآن 148:2

*Al-Quran,2:*148

9 القزوینی، احمد بن فارس، ابو الحسن، معجم مقاییس اللغۃ، دار لفکر بیروت، 1979ء، ج6، ص89

10 فراہیدی، خلیل بن احمد، (عبد الحمید ھنداوی) کتاب العین، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، 2000م، ج4، ص66

Farahidi,Khalil bin ahmed (Abdulhammed hindavi)"kitabulain"darulkutabalilmia,beruit ,lebnan ,2000,v 4,p 66

11 قلعجی، محمد رواس، قنیبجی، (حامد صادق)، معجم لغۃ الفقہاء، دار النفائس للطباعۃ والنشر التوزیع، 1988ء، ج1، ص294

Qaljaei,Muhammad rawas,qaneeji (Hamid sadiq)"mujamlughatulfuqha"darunfais .published 1998,v 1,p 294

12 الازدی، ابو بکر، محمد بن الحسن، جمہرہ اللغۃ، دار لعلم للملابین، بیروت، 1987ء، ج1، ص499

Alazdi, abubakar,Muhammad bin Alhassan,"jamharrah alughat"darulilam lilmalabieen,beruit,1987,v 1.p499

13 عبد الغنی، ابو العزم، المعجم الغنی، موقع معاجم صخر، ج1، ص1252

Abdulghani,abulazam "Almujam alghani,moqe muajim sakhar,v 1,p 1252

14 جبران مسعود، الرائد معجم الغوی العصر، دار العلم للملابین، بیروت لبنان، مارچ1992ء، ص17

Jibran masood,"Alraid mujim alghvi alasar"darulilmlilmalabeen,beruit ,lebnan,1992,p17

https://www.maajim.com/dictionary/
15الاتجاہ

16 ایضاً

Ibid

17 الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ ج2، ص603

Alsihah taajulghat wa sihah alarbiah,v2,p 603

18 زمخشری، محمود بن عمر، (محمد باسل عیون) اساس البلاغۃ، دار الکتب العلمیۃ، 1998م، ج1، ص100

Zamakhsri,mehmood bin umar ,(Muhammad basil uoon),Asasulghat,sarulkutab alilmia,1998,v 1,p100

19 ابراھیم مصطفیٰ، المعجم الوسیط، مکتبہ الشروق الدولیہ، 2004م، ج1، ص 91

Ibrahim Mustafa,"Almujamalwaseet"maktba alshrooq aldolia,2004,v 1,p 91

20 ابن سیدہ، (عبد الحمید ھنداوی) المحکم والمحیط الاعظم، 10 دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، 2000م، ج1، ص424

Ibne syedah,(abdulhameed hindavi)"Almuhkam walmuheet alazam,10 darulkutakab beruit,Lebnan,2000,v 1,p 424

21 العبیدی، غانم سعید وآخرون، اساسیات والتقویم فی التربیۃ والتعلیم، المملکۃ العربیۃ، الریاض، دار العلوم، 1981ء، ص 301

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

Alubaidi ,Ghanim saeed wakhrioon,"Asasiat wataqveem fi tarabiat ,wataleem,almumlika alarbia,riaz ,daruloom,1981,p 301

[22] ابراھیم،حافظ وکامل لویس،اتجاھات النفسیہ الشباب نحو مرکز المراۃ، مصر،القاہرہ،الدار القومیۃ الطباعۃ والنشر،1965ء، ص265

Ibrahim ,hafiz wa kamil luwais,itejahaatalnafsia alshabab nahva markaz almarah,Egypt,Cairo,aldar alqomia altaba wanashar,1965,p 265

[23] Firwana.wordpress.com (10:50 am,22.02.2020)

[24] Firwana.wordpress.com (10:50 am,22.02.2020

[25] https://ar.wikipedia.org/wiki/(08:45 am,15.02.2020)

اتجاہ_(علمالنفس#:~:text=(الاتجاہ%20(بالإنجليزية%3,F8%80%E2%)A%20Attitude ما%20يشار%20إليه%20كموضوع%20الاتجاه

[26]https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/trend (06:27 am,15.02.2020)

[27] ایضاً،

Ibid

[28] سندھی،عبید اللہ،مولانا،مرتب کردہ(مولانا عبد اللہ لغاری)،المقام المحمود، مکی دارالکتب لاہور، دسمبر2004، ص20

Sindhi, Obaidullah ,molana,Murtab karda (molana Abdullah lghari)Almaqamulmehmood ,makki darulkutab Lahore,December 2004,p 20

[29] المقام المحمود، ص24

Almuqammulmehmood,p24

[30] ایضاً، ص27

Ibid, p27

[31] ایضاً، ص27

Ibid,p27

[32] ایضاً، ص34

Ibid,p34

[33] ایضاً، ص35

Ibid,p35

[34] ندوی، مسعود عالم، مولانا، مولانا عبید اللہ سندھی پر ایک ناقدانہ جائزہ، مکتبہ دین وودانش، سبزی منڈی پٹنہ، س ن، ص145

Nadvi ,masood alum ,molana ,Obaidullah sindhi a critical analysis,maktba deen wa Danish,sabzi mandi patna ,p145

[35] ایضاً، ص95

Ibid,p 95

[36] المقام المحمود، ص32

Almuqam almehmood ,p 32

[37] المقام المحمود، ص47

Almuqam almehmood ,p 47

[38] ایضاً، ص48

Ibid,p 48

[39] ایضاً، ص48

Vol.3, Issue 01, Jan.to June. 2025,
Page No. 70- 85

Ibid,p48

[40] ایضاً،ص49

Ibid,p 49

[41] القرآن, 29:2s3

*Al-Quran,83:*29

[42] المقام المحمود،ص68

Almuqam almehmood p 68

[43] سندھی،عبید اللہ، مجموعہ تفاسیر امام سندھیؒ، مرتب کردہ بشیر احمد بی اے، حکمت قرآن انسٹیٹیوٹ کراچی2009ء، ص245

Sindhi, Obaidullah,mujmoae imam sindhi,compiled by Basheer ahmed B.A,hikmate quran institute karachi 2009,p 245

[44] المقام المحمود،ص214

Almuqam almehmood,p 214

[45] ایضاً،ص101

Ibid,p101

[46] المقام المحمود،ص125

Almuqam almehmood,p 125

[47]] ایضاً،ص46

Ibid,P,46

[48] ایضاً،ص57

Ibid,p57

[49] القرآن, 2:73

Al-Quran,73:2

[50] القرآن, 3:73

Al-Quran,73:3

[51] القرآن, 4:73

Al-Quran,73:4

[52] القرآن, 10:73

Al-Quran,73:10

[53] مجموعہ تفاسیر سندھی، ص412

MAJMOAE TAFASEER SINDHI ,P 412

[54] مجموعہ تفاسیر سندھی، ص114

MAJMOAE TAFASEER SINDHI ,114

[55] ایضاً،ص323

Ibid,p323

[56] ایضاً،ص277

Ibid,p277

[57] مجموعہ تفاسیر سندھیؒ، ص502

MAJMOAE TAFASEER SINDHI ,P 502